Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۴۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

بروز ہفتہ

قیمت فی پرچہ ۲۵ پیسے

جلد ۶۳/۲۸	۲۰ رجب ۱۳۹۴ھ ۔ ۱۰ ظہور ۱۳۵۳ ہش ۔ ۱۰ اگست ۱۹۷۴ء	نمبر ۱۸۴

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

کامل طور پر بجز آنحضرت کے کوئی مہدی نہیں اور نہ کامل طور پر بجز آنجناب کے کوئی احمد ہے

یہ وہ بھید ہے جس کو محض ابدال کے دل سمجھتے ہیں اور کوئی دوسرا سمجھ نہیں سکتا

"ان لوگوں (یعنی رسولوں نبیوں ابدالوں اور ولیوں) نے اپنے بعض معارف اور علوم اور نعمتیں بتوسط عالموں اور پالنے والوں اور احسان کرنے والوں کے پائی تھیں مگر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ پایا جنابِ الٰہی سے پایا اور جو کچھ ان کو ملا اسی چشمۂ فضل اور عطا سے ملا پس دوسروں کے دل حمدِ الٰہی کے لئے ایسے جوش میں نہ آسکے جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل جوش میں آیا کیونکہ ان کے ہر ایک کام کا خدا ہی متولی تھا پس اسی وجہ سے کوئی نبی یا رسول پہلے نبیوں اور رسولوں میں سے احمد کے نام سے موسوم نہیں ہوا کیونکہ ان میں سے کسی نے خدا کی توحید اور ثناء ایسی نہیں کی جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ان کی نعمتوں میں انسان کے ہاتھ کی ملونی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ان کو تمام علوم بے واسطہ نہیں دیئے گئے اور ان کے تمام امور کا بلاواسطہ خدا متولی نہیں ہوا اور نہ تمام امور میں بے واسطہ ان کی تائید کی گئی پس کامل طور پر بجز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی مہدی نہیں اور نہ کامل طور پر بجز آنجناب کے کوئی احمد ہے اور یہ وہ بھید ہے جس کو محض ابدال کے دل سمجھتے ہیں اور کوئی دوسرا سمجھ نہیں سکتا۔ اور پھر جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریفیں اس وجہ سے تھیں کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اختیار کر لیا تھا اور ہوا و نفس سے الگ ہو کر خدا کی طرف متوجہ ہو گئے تھے اور اخلاص اور صدق اور توحید سے اس کی طرف دوڑتے تھے سو خدا نے وہ تعریفیں بطور انعام کے ان کی طرف واپس کر دیں اور تمام یگانہ صدیقوں سے اس کی یہی عادت ہے کہ وہ حامد کو محمود بنا دیتا ہے۔ پس ہمارا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم زمین و آسمان میں تعریف کیا گیا اور اس قصے میں پرستاروں کیلئے یاد رکھنے کی بات ہے اور خدا کے ثنا خوانوں کو اس میں بشارت ہے کیونکہ خدا تعریف کرنیوالے کی تعریف کو اسی کی طرف رد کر دیتا ہے اور اس کو قابلِ تعریف ٹھہرا دیتا ہے پس وہ دنیا میں تعریف کیا جاتا ہے اور اس کی قبولیت زمین پر پھیلائی جاتی ہے پس ہر ایک جو نیک طینت ہے اس کی تعریف کرتا ہے اور یہی عبودیت کی حقیقت کا کمال اور پاک نفسوں کا انجام کار ہے اور اس مقام کو کوئی شخص بجز صاحبِ معرفت کے نہیں پہچانتا اور یہی نوعِ انسان کی غایت اور عبادتوں کا کمال مطلوب ہے یہی وہ امر ہے جو اولیاء کی امیدوں کا منتہی اور طالبوں کے سلوک کے ختم ہونے کی جگہ ہے اور اسی کے ساتھ عنایتِ الٰہی بزرگوں کے نفوس کو مکمل کرتی ہے اور یہی شریعت کے بوجھوں کا مغز اور مجاہداتِ دینی کا نتیجہ ہے اور یہ ان امور کا بھید ہے جو حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف لائے پس اس نبی پر سلام اور برکتیں اور درود اور تحیت ہوں۔"

(نجم الہدیٰ اردو ص ۶ تا ص ۸)

اخبارِ احمدیہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۱۰ ماہ ظہور کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ

احبابِ جماعت حضور ایدہ اللہ کی صحت و عافیت کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔

ربوہ ۱۰ ظہور۔ کل مسجد اقصیٰ میں محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری نے نماز جمعہ پڑھائی۔ خطبہ جمعہ میں آپ نے سورۃ النحل کی آیت اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ ھُمْ مُّحْسِنُوْنَ کی تفسیر کرتے ہوئے بتایا کہ مذہب کی اصل غرض یہی ہے کہ بندے کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط تعلق قائم ہو اور وہ تمام بنی نوع انسان کیساتھ نیکی اور احسان کا سلوک کرے۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیۂ کریمہ میں بتایا ہے کہ یہ غرض تقویٰ اور احسان کی صفات اپنے اندر پیدا کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ تقویٰ کے معنے ہیں ہر قسم کی ظاہری اور باطنی بدیوں سے بچنا اور احسان کہتے ہیں جملہ نیکیوں کو اس عمدگی اور تعہد سے بجا لانا کہ وہ تمام بنی نوع انسان کے لئے خیر اور بھلائی پر منتج ہوں۔ تقویٰ اختیار کرنے اور سنوار کر نیکیاں بجا لانے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی معیت حاصل ہوتی ہے۔ یوں تو اللہ تعالیٰ ہر وقت ہر جگہ موجود ہے اور ہر انسان کے ساتھ ہوتا ہے لیکن یہ عام معیت ہے۔ تقویٰ اختیار کرنے اور سنوار کر نیکیاں بجا لانے کے نتیجہ میں جس معیت کا وعدہ کیا گیا ہے وہ خاص معیت ہے اور اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت ہے۔ بخاص تعہد کے ساتھ تقویٰ اختیار کرنے اور بڑھ چڑھ کر نیکیاں بجا لانے والوں کو اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت سے نوازتا ہے اور ان کی خاطر اپنی صفات کے خاص جلوے ظاہر کر کے اس امر کا ثبوت دیتا ہے کہ وہ اپنے ان بندوں کے ساتھ ہے۔

اس ضمن میں آپ نے واضح فرمایا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں میں احسان کے پہلو کو مدِنظر رکھنا ضروری ہے۔ حقوق اللہ کی ادائیگی میں حدیثِ نبوی کی رو سے احسان یہ ہے کہ انسان اس طرح خدا تعالیٰ کی عبادت کرے کہ گویا وہ خدا تعالیٰ کے دربار میں حاضر ہے اور اس کو دیکھ رہا ہے۔ سو اس طور پر عبادت کرنا کہ جس کے نتیجہ میں انسان کو خدا تعالیٰ کا دیدار حاصل ہو اور اس کی زندہ تجلیات اس کے قلب پر ہونے لگیں احسان کہلاتا ہے۔ اسی طرح حقوق العباد کی ادائیگی میں احسان کا پہلو اس امر کا تقاضا کرتا ہے کہ انسان کسی اجر

(باقی صـــ پر)

پبلشر: مسعود احمد ۔ پرنٹر: سید عبدالحی ۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۱۰ ماہ ظہور ۱۳۵۳ھ

اسلام اور مسلمانوں کے اقبال و عروج کی حقیقی راہ

الٰہی جماعتوں کی اشاعت و غلبۂ حق کے مقصد میں اپنی کامیابی کا تمامتر دار و مدار اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت پر ہوتا ہے کیونکہ وہ ظاہری لحاظ سے انتہائی کمزور اور ناطاقت ہوتی ہیں جبکہ ان کے مخالفین طاقتور اور زور آور ہوتے ہیں۔ ظاہری سامانوں سے وہ ان کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتیں۔ اس لئے کہ وہ ظاہری سامانوں سے یکسر تہی دست ہوتی ہیں۔ ان کا تمامتر سہارا ان کا قادر و عزیز خدا ہی ہوتا ہے۔ اس لئے وہ اپنے مخالفین سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیتی ہیں کہ وہ جو چاہیں کریں اور اپنی طرف سے حق کو مٹانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ وہ خدا کو ہی اپنا کارساز بناتیں اور اپنی کامیابی کے لئے اُسی پر بھروسہ اور توکل کرتی ہیں۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا آخری پیغام دیکر دنیا کی طرف مبعوث فرمایا اور آپؐ کی شدید مخالفت ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مخاطب کرکے یہی فرمایا کہ:-

وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ۝ (المزمل آیت ۱۱)

ترجمہ:- اور جو کچھ یہ لوگ (یعنی تیرے مخالف) کہتے ہیں اس پر صبر کر اور شریفانہ طور پر ان سے الگ ہو جا۔

اور ساتھ ہی یہ تلقین کی کہ ان کے مقابلہ کے لئے خدا کی طرف جھکو اور اُسی کو اپنا کارساز بناؤ۔ چنانچہ فرمایا:-

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝ (المزمل آیات ۹، ۱۰)

ترجمہ:- اور چاہیئے کہ تُو اپنے ربّ کی صفات کو یاد کیا کر اور اسی سے دل لگائے رکھ وہ مشرق کا بھی ربّ ہے اور مغرب کا بھی ربّ ہے۔ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے پس اُسی کو اپنا کارساز بنا۔

اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنے اور اسے کارساز بنانے ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ابتدائی صحابہؓ انتہائی کمزوری اور بے بضاعتی کے باوجود رفتہ رفتہ غالب آتے چلے گئے اور پورا عرب مسلمان ہوئے بغیر نہ رہا اور بعد ازاں اسلام دور دور تک پھیلتا چلا گیا۔ اسلام کے عروج و ارتقاء کی تاریخ دراصل اس حقیقت کا ایک زندہ و تابندہ اور درخشندہ ثبوت ہے کہ اپنے بندوں کا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ ہی اصل اور حقیقی کارساز ہے۔ وہ انکو جو اسے ہی کارساز بناتے اور اسکے آستانہ پر سجدہ ریز رہتے ہوئے اُسی پر توکل کرتے ہیں انکی ہزار بے بضاعتی کے باوجود انہیں ان کے طاقتور اور زور آور دشمنوں کے ہر ضرر سے محفوظ رکھتا، اپنے دستِ قدرت سے اٹھاتا اور اوجِ ثریا پر پہنچا دیتا ہے۔ ذرہ کو آفتاب بنانا اُسکے لئے ہر درجہ آسان ہے اور وہ ذرہ کو آفتاب بناکر اپنی قدرت کا ثبوت دیتا اور دنیا پر اپنی ہستی کو آشکار کرتا ہے۔ لیکن یہ معجزہ وہ انہیں کے حق میں ظاہر کرتا ہے جو اُسی کو اپنا کارساز بناتے اور اُسی کی یاد میں ایسے محو ہوتے اور اُسکی اطاعت میں اپنے پر ایسی فنا وارد کرتے ہیں کہ بس اُسی کے ہو رہتے ہیں اور کسی اور کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنا اُن کے لئے ممکن ہی نہیں رہتا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مسلمانوں کی کمزوری اور ضعف و اضمحلال کے زمانہ میں مسلمانوں کو انکا یہ بھولا ہوا سبق یاد دلانے کی غرض سے ہی آئے تھے تا اسلام کے لئے دوبارہ زندگی اور تازگی کا زمانہ آئے اور آفتابِ اسلام پھر اُسی شان سے چڑھے اور نصف النہار پر پہنچے جس شان سے وہ پہلے چڑھ کر نصف النہار پر پہنچا تھا۔ چنانچہ آپ نے خدا تعالیٰ کو راضی کرنے اور اُسی کا ہو رہنے اور اُسی کو حقیقی کارساز یقین کرتے ہوئے اُسی پر توکل کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا:-

”اے لوگو! خدا سے ڈرو، اور درحقیقت اُس سے صلح کرلو، اور سچ مچ صلاحیت کا جامہ پہن لو۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک شرارت سے دُور ہو جائے۔ خدا میں بے انتہا عجیب قدرتیں ہیں، خدا میں بے انتہا رحم اور فضل ہے۔ وہی ہے جو ایک ہولناک سیلاب کو ایک دم میں خشک کر سکتا ہے۔ وہی ہے جو مہلک بلاؤں کو ایک ہی ارادے سے اپنے ہاتھ سے اُٹھا کر دُور پھینک دیتا ہے۔ مگر اس کی یہ عجیب قدرتیں اُن ہی پر کھلتی ہیں جو اُس کے ہی ہو جاتے ہیں اور وہی یہ خوارق دیکھتے ہیں جو اُس کیلئے اپنے اندر ایک پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اُس کے آستانے پر گرتے ہیں اور اُس قطرہ کی طرح جس سے موتی بنتا ہے صاف ہو جاتے ہیں اور محبت اور صدق اور صفا کی سوزش سے پگھل کر اُس کی طرف بہنے لگتے ہیں۔ تب وہ مصیبتوں میں ان کی خبر لیتا ہے اور عجیب طور پر دشمنوں کی سازشوں اور منصوبوں سے انہیں بچا لیتا ہے اور ذلت کے مقاموں سے انہیں محفوظ رکھتا ہے۔ وہ انکا متولی اور متعہد ہو جاتا ہے۔ وہ ان مشکلات میں جبکہ کوئی انسان کام نہیں آسکتا ان کی مدد کرتا ہے اور اُس کی فوجیں اُس کی حمایت کیلئے آتی ہیں۔ کس قدر شکر کا مقام ہے کہ ہمارا خدا کریم اور قادر خدا ہے۔ پس کیا تم ایسے عزیز کو چھوڑ دو گے؟ کیا اپنے نفس ناپاک کے لئے اُس کی حدود کو توڑ دو گے؟ ہمارے لئے اُس کی رضا مندی میں مرنا ناپاک زندگی سے بہتر ہے۔“ (ایام الصلح ص۱۰۴)

مسلمانوں کے عروج اور غلبۂ اسلام کے ضمن میں رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ۝ کی بنیادی اہمیت کے پیش نظر آپؑ نے محض دنیا کو اپنا منتہائے مقصود بنانے اور اس کے لئے سخت غمگین ہونے کی بجائے سب سے اوّل ہمہ قدرت و ہمہ طاقت خدا کو اپنا کارساز بنانے اور اُس سے ہر قدم پر مدد چاہنے اور اُسی کا ہو رہنے کی نہایت درد انگیز پیرائے میں تلقین کرتے ہوئے مزید فرمایا:-

”کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اُس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے، ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں، کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے علاج کروں تا سننے کیلئے لوگوں کے کان کھلیں۔

اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔ تم سوئے ہوئے ہوگے اور خدا تعالیٰ تمہارے لئے جاگے گا، تم دشمن سے غافل ہونگے اور خدا اسے دیکھیگا اور اسکے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی تک نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں اور اگر تم جانتے تو تم پر کوئی ایسا دن نہ آتا کہ تم دنیا کے لئے سخت غمگین ہو جاتے۔ ایک شخص جو ایک خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے کیا وہ ایک پیسہ ضائع ہونے سے روتا ہے اور چیخیں مارتا ہے اور ہلاک ہونے لگتا ہے۔ پھر اگر تم کو اس خزانہ کی اطلاع ہوتی کہ خدا تمہارا ہر ایک حاجت کے وقت کام آنے والا ہے تو تم دنیا کیلئے ایسے بے خود کیوں ہوتے۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔ تم بغیر اسکے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔“ (کشتی نوح ص۳۱-۳۲)

الغرض اسلام اور مسلمانوں کے اقبال و عروج کی حقیقی راہ یہی ہے کہ وہ سب سے اوّل اپنے ہمہ قدرت و ہمہ طاقت خدا کو پہچانیں، اس کی طرف واپس لوٹیں، اُس کے آستانہ پر جھکیں، اُسی کے ہو رہیں اور صرف اسے ہی اپنا کارساز بنائیں۔ اُس سے غافل بلکہ منحرف ہونے کے نتیجہ میں ہی زوال آیا تھا اور اُسی کی طرف متوجہ ہونے اور اُسی کا ہو رہنے کے نتیجہ میں ہی اقبال و عروج میسّر آسکتا ہے۔

یہی وہ دولتِ لازوال ہے، یہی وہ لعلِ بے بہا ہے اور یہی وہ پیارا خزانہ ہے جس سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی قوتِ قدسی کے زیرِ اثر ہمیں مالا مال کیا ہے۔ اس کی قدر کرنے، اس کی خاطر جان دینے اور تمام وجود کھونے کے لئے ہر دم تیار رہنے میں ہی ہماری زندگی اور کامیابی کا راز مضمر ہے۔ یہی وہ زندگی کا چشمہ ہے جو ہمیں بچاتا، ہم پر عجیب قدرتیں کھولتا اور خوارق دکھاتا چلا آرہا ہے اور آئندہ بھی دکھائے گا۔ شرط ایک ہی ہے کہ ہم سدا اُسی کے بنے رہیں، اُسی کے آستانہ پر جھکے رہیں اور اُسی پر کامل بھروسہ اور توکل کرتے ہوئے اُسی سے نصرت طلب کرتے رہیں۔ اُس نے پہلے کب بے وفائی کی ہے جو اَب کرے گا۔ وہ سب وفاداروں سے بڑھ کر وفادار اور اپنے بندوں کا سب دوستوں سے بڑھ کر دوست اور معین و مددگار ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرآن کریم کی روحانی تاثیرات

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات مبارکہ

فرقان مجید باوجود ان تمام کمالات بلاغت و فصاحت و احاطۂ حکمت و معرفت ایک روحانی تاثیر اپنی ذات بابرکات میں ایسی رکھتا ہے کہ اُس کا سچا اتباع انسان کو مستقیم الحال اور منور الباطن اور منشرح الصدر اور مقبول الٰہی اور قابل خطاب حضرت عزت بنا دیتا ہے اور اس میں وہ انوار پیدا کرتا ہے اور وہ فیوض غیبی اور تائیدات لاریب فیہ اُس کے شامل حال کر دیتا ہے کہ جو اغیار میں ہرگز پائی نہیں جاتیں اور حضرت احدیت کی طرف سے وہ لذیذ اور دلآرام کلام اُس پر نازل ہوتا ہے جس سے اس پر دمبدم کھلتا جاتا ہے کہ وہ قرآن مجید کی سچی متابعت سے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ کی پیروی سے ان مقامات تک پہنچ پاگیا ہے کہ جو محبوبان الٰہی کے لئے خاص ہیں اور اُن ربانی خوشنودیوں اور مہربانیوں سے بہرہ یاب ہوگیا ہے۔ جن سے وہ کامل ایماندار بہرہ یاب تھے، جو اس سے پہلے گذر چکے ہیں اور نہ صرف مقال کے طور پر بلکہ حال کے طور پر بھی اُن تمام مقبولوں کا ایک صافی چشمہ اپنے پر صدق دل میں بہتا ہوا دیکھتا ہے اور ایک ایسی کیفیت تعلق باللہ کی اپنے منشرح سینہ میں مشاہدہ کرتا ہے جس کو نہ الفاظ کے ذریعہ سے اور نہ کسی مثال کے پیرایہ میں بیان کر سکتا ہے اور انوار الٰہی کو اپنے نفس پر بارش کی طرح برستے ہوئے دیکھتا ہے اور وہ انوار کبھی اخبار غیبیہ کے رنگ میں اور کبھی علوم و معارف کی صورت میں ہیں اور کبھی اخلاق فاضلہ کے پیرایہ میں اُس پر اپنا پرتوہ ڈالتے رہتے ہیں یہ تاثیرات فرقان مجید کی سلسلہ وار چلی آتی ہیں اور جب سے کہ آفتاب صداقت ذات بابرکات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں آیا اسی دم سے آج تک افراد النفوس جو استعداد اور قابلیت رکھتے تھے بتابعت کلام الٰہی اور اتباع رسول مقبول سے مدارج عالیہ مذکورہ بالا تک پہنچ چکے ہیں اور پہنچتے جاتے ہیں اور خدائے تعالیٰ اس قدر ان پر پے در پے اور علی الاتصال لطفات اور تفضلات وارد کرتا ہے اور اپنی حمائتیں اور عنائتیں دکھلاتا ہے کہ صافی نگاہوں کی نظر میں ثابت ہو جاتا ہے کہ وہ لوگ منظوران نظر احدیت سے ہیں جن پر لطف ربانی کا ایک عظیم الشان سایہ اور فضل یزدانی کا ایک جلیل القدر پیرایہ ہے اور دیکھنے والوں کو صریح دکھائی دیتا ہے کہ وہ انعامات خارق عادت سے سرفراز ہیں اور کرامات عجیب اور غریب سے ممتاز ہیں اور محبوبیت کے عطر سے معطر ہیں اور مقبولیت کے مخمروں سے مفتخر ہیں اور قادر مطلق کا نور ان کی صحبت میں ان کی توجہ میں اُن کی ہمت میں اُن کی دعا میں ان کی نظر میں اُن کے اخلاق میں ان کی طرز معیشت میں اُن کی خوشنودی میں اُن کے غضب میں اُن کی رغبت میں اُن کی نفرت میں اُن کی حرکت میں اُن کے سکون میں اُن کے نطق میں اُن کی خاموشی میں اُن کے ظاہر میں اُن کے باطن میں ایسا بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایک لطیف اور مصفا شیشہ ایک نہایت عمدہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور اُنکے فیض صحبت اور ارتباط اور محبت سے وہ باتیں حاصل ہو جاتی ہیں کہ جو ریاضات شاقہ سے حاصل نہیں ہو سکتیں اور ان کی نسبت ارادت اور عقیدت پیدا کرنے سے ایمانی حالت ایک دوسرا رنگ پیدا کر لیتی ہے اور نیک اخلاق کے ظاہر کرنے میں ایک طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور شوریدگی اور امارگی نفس کی دور ہونے لگتی ہے۔ اور اطمینان اور حلاوت پیدا ہو جاتی ہے اور بقدر استعداد اور مناسبت ذوق ایمانی جوش مارتا ہے اور اُنس اور شوق ظاہر ہوتا ہے اور التذاذ بذکر اللہ بڑھتا ہے صحبت طویلہ سے بضرورت یہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ اپنی ایمانی قوتوں میں اور اخلاقی حالتوں میں اور انقطاع عن الدنیا میں توجہ الی اللہ میں محبت الٰہیہ میں اور شفقت علی العباد میں اور وفا اور رضا اور استقامت میں اس عالی مرتبہ پر ہیں جس کی نظیر دنیا میں نہیں دیکھی گئی اور عقل سلیم فی الفور معلوم کر لیتی ہے کہ وہ بند اور زنجیر اُن کے پاؤں سے اتارے گئے ہیں جن میں دوسرے لوگ گرفتار ہیں اور وہ تنگی اور انقباض اُن کے سینہ سے دور کیا گیا ہے جس کے باعث سے دوسرے لوگوں کے سینے منقبض اور کوفتہ خاطر ہیں ایسا ہی وہ لوگ تحدیث اور مکالمات حضرت احدیت سے بکثرت مشرف ہوتے ہیں اور متواتر اور دائمی خطابات کے قابل ٹھہر جاتے ہیں اور حق جل و علیٰ اور اُس کے مستعد بندوں میں ارشاد اور ہدایت کے لئے واسطہ گردانے جاتے ہیں۔ اُن کی نورانیت دوسرے دلوں کو منور کر دیتی ہے اور جیسے موسم بہار کے آنے سے نباتی قوتیں جوش زن ہو جاتی ہیں ایسا ہی ان کے ظہور سے فطرتی نور طبائع سلیمہ میں جوش مارتے ہیں اور خودبخود ہر ایک سعید کا دل یہی چاہتا ہے کہ اپنی سعادتمندی کی استعدادوں کو بکوشش تمام منصۂ ظہور میں لاوے اور خواب غفلت کے پردوں سے خلاصی پاوے اور معصیت اور فسق و فجور کے داغوں سے اور جہالت اور بے خبری کی ظلمتوں سے نجات حاصل کرے۔ سو ان کے مبارک عہد میں کچھ ایسی خاصیت ہوتی ہے اور کچھ اس قسم کا انتشار نورانیت ہو جاتا ہے کہ ہر ایک مومن اور طالب حق بقدر طاقت ایمانی اپنے نفس میں بغیر کسی ظاہری موجب کے انشراح اور شوق دینداری کا پاتا ہے اور ہمت کو زیادت اور قوت میں دیکھتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم ص ۲۴۲ تا ۲۴۴ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

۲۔ "اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم جو اعلیٰ و افضل سب نبیوں سے اور اتم و اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء اور خیر الناس ہیں جن کی پیروی سے خدائے تعالیٰ ملتا ہے اور ظلمانی پردے اٹھتے ہیں اور اسی جہان میں سچی نجات کے آثار نمایاں ہوتے ہیں اور قرآن شریف جو سچی اور کامل ہدایتوں اور تاثیروں پر مشتمل ہے جس کے ذریعہ سے حقانی علوم اور معارف حاصل ہوتے ہیں اور بشری آلودگیوں سے دل پاک ہوتا ہے اور انسان جہل اور غفلت اور شبہات کے حجابوں سے نجات پاکر حق الیقین کے مقام تک پہنچ جاتا ہے۔"

(براہین احمدیہ حصہ چہارم صفحہ ۵۵۷ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

۳۔ لاکھوں مقدسوں کا یہ تجربہ ہے کہ قرآن شریف کے اتباع سے برکات الٰہی دل پر نازل ہوتی ہیں اور ایک عجیب پیوند مولیٰ کریم سے ہو جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کے انوار اور الہام ان کے دلوں پر اترتے ہیں اور معارف اور نکات اُن کے منہ سے نکلتے ہیں ایک قوی توکل ان کو عطا ہوتا ہے اور ایک محکم یقین ان کو دیا جاتا ہے۔ . . . . اور ایک لذیذ محبت الٰہی جو لذت وصال سے پرورش یاب ہے ان کے دلوں میں رکھی جاتی ہے اگر ان کے وجود کو ہاون مصائب میں پیسا جاوے اور سخت شکنجوں میں دیکر نچوڑا جائے تو ان کا عرق بجز حب الٰہی کے اور کچھ نہیں دنیا ان سے ناواقف اور وہ دنیا سے دور تر اور بلند تر ہیں۔ خدا کے معاملات ان سے خارق عادت ہیں انہیں پر ثابت ہوا ہے کہ خدا ہے انہیں پر کھلا ہے کہ ایک ہے جب وہ دعا کرتے ہیں تو وہ ان کی سنتا ہے جب وہ پکارتے ہیں تو وہ ان کو جواب دیتا ہے جب وہ پناہ چاہتے ہیں تو وہ ان کی طرف دوڑتا ہے وہ باپوں سے زیادہ ان سے پیار کرتا ہے اور ان کے در و دیوار پر برکتوں کی بارش برساتا ہے پس وہ اس کی ظاہری و باطنی و روحانی و جسمانی تائیدوں سے شناخت کئے جاتے ہیں۔ وہ ہر ایک میدان میں ان کی مدد کرتا ہے کیونکہ وہ اس کے اور وہ ان کا ہے۔"

(سرمہ چشم آریہ حاشیہ صفحہ ۲۳-۲۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"قرآنی تاثیریں خارق عادت ہیں۔ کیونکہ کوئی دنیا میں بطور نظیر نہیں بتلا سکتا کہ کبھی کسی کتاب نے ایسی تاثیر کی۔ کون اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ کسی کتاب نے ایسی عجیب تبدیلی و اصلاح کی۔ جیسی قرآن شریف نے کی۔"

(سرمہ چشم آریہ ص۲۵-۲۶ حاشیہ)

"کوئی آدمی ایسا نہیں کہ جو قرآن شریف پڑھے اور اس کے دل پر خوف کا اثر نہ ہو۔" (آریہ دھرم ص۴۰)

"قرآن شریف کی معجزانہ تاثیرات سے ایک یہ بھی ہے کہ اس کی کامل پیروی کرنے والے درجہ قبولیت کا پاتے ہیں اور ان کی دعائیں قبول ہو کر خدا تعالیٰ اپنی کلام لذیذ اور پُر رعب کے ذریعہ سے ان کو اطلاع دیتا ہے اور خاص طور پر دشمنوں کے مقابل پر ان کی مدد کرتا ہے۔ اور تائید کے طور پر اپنے غیب خاص پر ان کو مطلع فرماتا ہے۔"

(چشمۂ معرفت ص۲۵۹ حاشیہ)

"قرآن شریف اپنی روحانی خاصیت اور اپنی ذاتی روشنی سے اپنے سچے پیرو کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور اس کے دل کو منور کرتا ہے اور پھر بڑے بڑے نشان دکھلا کر خدا سے ایسے تعلقات مستحکم بخش دیتا ہے کہ وہ ایسی تلوار سے بھی ٹوٹ نہیں سکتے جو ٹکڑہ ٹکڑہ کرنا چاہتی ہے۔ وہ دل کی آنکھ کھولتا ہے اور گناہ کے گندے چشمہ کو بند کرتا ہے۔ اور خدا کے لذیذ مکالمہ مخاطبہ سے شرف بخشتا ہے اور علوم غیب عطا فرماتا ہے۔ اور دعا قبول کرنے پر اپنے کلام سے اطلاع دیتا ہے۔ اور ہر ایک جو اس شخص سے مقابلہ کرے جو قرآن شریف کا سچا پیرو ہے خدا اپنے ہیبت ناک نشانوں کے ساتھ اس پر ظاہر کر دیتا ہے کہ وہ اس بندہ کے ساتھ ہے جو اس کے کلام کی پیروی کرتا ہے۔" (چشمہ معرفت ص۲۹۴-۲۹۵)

"قرآن شریف کی تاثیرات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی کی برکات کے لئے یہ اعتقاد کرنا کہ وہ ایک وقت خاص اور ایک شخص خاص ہی کے لئے تھے آئندہ کے لئے ان کا سلسلہ بند ہو گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبی اور توہین ہے۔ اور نہ صرف قرآن شریف اور آنحضرتؐ کی بے ادبی بلکہ اللہ تعالیٰ کی پاک ذات پر اعتراض کرنا ہے۔"

(الحکم ۳۱ مئی ۱۹۰۳ء)

"جو شخص پوری نیکی کرتا ہے اور اس کو ادھورا اور ناقص نہیں چھوڑتا اور قرآن شریف کی تعلیم کا پورا پابند اپنے آپ کو بنا لیتا ہے وہ یقیناً ولی اور ابدال ہو جاتا ہے۔"

(الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۲ء)

"میں سچ کہتا ہوں کہ اگر قرآن شریف سے اعراض صوری یا معنوی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس میں اور اس کے غیروں میں فرقان رکھ دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر کامل یقین اور ایمان پیدا ہوتا ہے۔ اس کی قدرتوں کے عجائبات وہ مشاہدہ کرتا ہے اس کی معرفت بڑھتی ہے، اس کی دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اس کو وہ حواس اور قویٰ دیئے جاتے ہیں کہ وہ چیزوں اور اسرارِ قدرت کو مشاہدہ کرتا ہے جو دوسرے نہیں دیکھتے۔ وہ ان باتوں کو سنتا ہے کہ اوروں کو ان کی خبر نہیں۔" (الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۵ء)

"اسلام زندہ مذہب اور ہماری کتاب زندہ کتاب اور ہمارا خدا زندہ خدا اور ہمارا رسول زندہ رسول۔ پھر اس کے برکات، انوار اور تاثیرات مُردہ کیونکر ہو سکتی ہیں؟"

(الحکم ۳۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء)

"یہ تاثیر قرآن شریف ہی میں ہے کہ وہ انسان کے دل پر بشرطیکہ اس سے صوری اور معنوی اعراض نہ کیا جائے ایک خاص اثر ڈالتا ہے۔ اور اس کے نمونے ہر زمانہ میں موجود رہتے ہیں۔ چنانچہ اب بھی موجود ہیں۔"

(الحکم ۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء)

"یہ سچ ہے کہ اکثر مسلمانوں نے قرآن شریف کو چھوڑ دیا ہے لیکن پھر بھی قرآن شریف کے انوار و برکات اور اس کی تاثیرات ہمیشہ زندہ اور تازہ بتازہ ہیں۔ چنانچہ میں اس وقت اس ثبوت کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے اپنے وقت پر اپنے بندوں کو اس کی حمایت اور تائید کے لئے بھیجتا رہا ہے۔ کیونکہ اس نے وعدہ فرمایا تھا اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ یعنی بے شک ہم نے ہی اس ذکر (قرآن شریف) کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ قرآن شریف کی حفاظت کا جو وعدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہ توریت یا کسی اور کتاب کے لئے نہیں۔ اس لئے ان کتابوں میں انسانی چالاکیوں نے اپنا کام کیا۔ قرآن شریف کی حفاظت کا یہ بڑا زبردست ذریعہ ہے کہ اس کی تاثیرات کا ہمیشہ تازہ بتازہ ثبوت ملتا رہتا ہے۔ اور یہود نے چونکہ توریت کو بالکل چھوڑ دیا ہے اس لئے ان میں کوئی اثر اور قوت باقی نہیں رہی جو ان کی موت پر دلالت کرتی ہے۔" (الحکم ۱۷ نومبر ۱۹۰۵ء)

حقیقتِ نماز

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز کی حقیقت بڑی تفصیل سے مختلف مقامات پر بیان فرمائی ہے۔ ذیل میں حضورؑ کی تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء میں سے چند منتخب ارشادات افادۂ احباب کے لئے درج کئے جاتے ہیں:۔

- "نماز ایک سوال ہے جو کہ انسان جدائی کے وقت درد اور رقّت کے ساتھ اپنے خدا کے حضور میں کرتا ہے کہ اس کو لقاء اور وصال ہو۔"
- "پاک جذبات کے پیدا کرنے کے واسطے خدا تعالیٰ نے نماز رکھی ہے۔"
- "نماز کیا ہے؟ ایک دعا جو درد، سوزش اور حرقت کے ساتھ خدا تعالیٰ سے طلب کی جاتی ہے۔ تاکہ یہ بدخیالات اور بُرے ارادے دفع ہو جاویں اور پاک محبت اور پاک تعلق حاصل ہو جاوے اور خدا تعالیٰ کے احکام کے ماتحت چلنا نصیب ہو۔"
- "نماز بڑے بھاری درجہ کی دعا ہے مگر لوگ اس کی قدر نہیں کرتے۔"
- "ہمارا تجربہ ہے کہ خدا کے قریب لے جانے والی کوئی چیز نماز سے زیادہ نہیں۔" (تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء ص۵-۶)

(مہتمم تربیت مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

حقیقی پاکیزگی کے ثمرات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"جس پر خدا تعالیٰ نے یہ مہربانی نہ کی جو اپنے پاک کلام کا علم اس کو عطا کرتا اور اس کے حقائق سے اطلاع دیتا اور اس کے معارف پر مطلع فرماتا ایسے بدنصیب شخص پر دوسری مہربانی اور کیا ہو گی حالانکہ وہ آپ فرماتا ہے کہ میں جس کو حقیقی پاکیزگی بخشتا ہوں اس پر قرآنی علوم کے چشمے کھولتا ہوں۔ اور نیز فرماتا ہے کہ جس کو چاہتا ہوں علم قرآن دیتا ہوں۔ اور جس کو علم قرآن دیا گیا اس کو وہ چیز دی گئی جس کے ساتھ کوئی چیز برابری نہیں کر سکتی۔" (آئینہ کمالات اسلام۔ روحانی خزائن جلد ۵ ص۲۶۲)

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

خدمتِ خلق ہمارا شعار ہے

خدام الاحمدیہ کے ہر ممبر کا فرض ہے کہ وہ اپنے شعار خدمتِ خلق کو اپنائے ہر موقعہ پر مخلوقِ خدا کی خدمت میں مصروف رہے اور بلا امتیاز دوست و دشمن خدمت کرے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے خدام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"خدمتِ خلق سے مراد خدمت احمدیت نہیں۔ خدا تعالیٰ جو کچھ چاہتا ہے وہ یہ ہے کہ تم اس کے سارے بندوں کی خدمت کرو خواہ وہ کسی مذہب و ملت کے ہوں۔ اگر کوئی تمہارا دشمن بھی ہے تو بھی اس کی مصیبت کے وقت مدد کرو۔"

مہتمم خدمتِ خلق

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصایا

(۱۳)

مسل نمبر ۲۱۷۷۲

مَیں عنایت بیگم زوجہ شیخ نظام الدین صاحب قوم کشمیری پیشہ خانہ داری عمر ۷۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن لاہور حال کراچی۔
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷/۶/۷۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔
ا۔ نقد مبلغ ۔/۹۰۰ روپے۔
مَیں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۳ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کر دیجائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ فرمائی جائے۔ الامۃ:۔ عنایت بیگم زوجہ شیخ نظام الدین صاحب رٹیگن روڈ لاہور۔ حال کراچی۔ گواہ شد:۔ مبارک احمد ولد ملک عطا محمد صاحب مرحوم کراچی۔
گواہ شد:۔ عبد المومن ولد مولوی ای۔ احمد سیکرٹری مال حلقہ ڈیفنس سوسائٹی۔ کراچی۔

مسل نمبر ۲۱۷۷۳

مَیں نصیراں بی بی زوجہ ماسٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب قوم راجپوت۔ پیشہ خانہ داری عمر ۴۸ سال بیعت ۱۹۴۱ء ساکن ننکانہ صاحب ضلع شیخوپورہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۴/۷۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے۔ (۱) زیور طلائی وزنی ۱/۴ ۱ تولہ قیمت: ۔/۷۵۰ روپے۔ (۲) سیونگ مشین ایک عدد پرانی قیمت ۔/۱۰۰ روپے۔ (۳) حق مہر وصول شدہ ۔/۳۲ روپے۔
میں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۸ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردیجائے گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ:۔ نصیراں بی بی زوجہ ماسٹر محمد اسماعیل صاحب ننکانہ صاحب مکان نمبر ۴۴/۴۱-۳۲۶ ضلع شیخوپورہ۔
گواہ شد:۔ محمد اسماعیل خان مدرس۔ خاوند موصیہ۔ ننکانہ صاحب۔
گواہ شد:۔ منظور احمد۔ سیکرٹری مال۔ ننکانہ صاحب۔ ضلع شیخوپورہ۔

مسل نمبر ۲۱۷۷۴

مَیں امۃ النصیر زوجہ محمد انور قریشی صاحب قوم اعوان پیشہ خانہ داری عمر ۲۵ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ضلع جھنگ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸/۶/۷۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:۔
(۱) حق مہر بذمہ خاوند۔/۲۰۰۰ روپے
(۲) زیور طلائی وزنی ۳ تولے ۹ ماشے مالیت: ۔/۱۹۸۲ روپے۔ (۳) گھڑی رسٹ واچ ایک عدد ۔/۸۵ روپے۔
مَیں اپنی مندرجہ بالا جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد یا آمد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کردی جائیگی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر میرا جو ترکہ ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔
الامۃ:۔ امۃ النصیر اہلیہ محمد انور قریشی افضل برادرز گولبازار ربوہ۔
گواہ شد:۔ محمد انور قریشی (خاوند موصیہ) ربوہ۔ گواہ شد:۔ محمد افضل قریشی۔ وصیت نمبر ۱۲۲۴ ربوہ۔

درخواست دُعا

برادرم مکرم مولوی عبد العزیز صاحب بنگالی۔ مربی سلسلہ احمدیہ کا بیٹا عزیز جری اللہ صادق ایک ہفتہ سے شدید پیچش میں مبتلا ہے۔ احباب جماعت سے درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صحت کامل و عاجل عطا فرمائے۔ آمین۔

ماہانہ رپورٹ کارگزاری باقاعدہ اور وقت پر بھیجنا مجالس انصار اللہ کا اہم فرض ہے۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

اعلانِ داخلہ طبیہ کالج ربوہ

طبیہ کالج ربوہ میں فرسٹ ایئر تا فورتھ ایئر کا داخلہ مورخہ ۲۰/۸/۷۴ سے شروع ہوگا۔

معیار داخلہ:۔ میٹرک یا ایف اے پاس
لائبریری، میوزیم اور لیبارٹری کا انتظام موجود ہے۔ طلباء کو عملی ٹریننگ کی سہولتیں بھی حاصل ہیں۔ ہوسٹل کا انتظام بھی ہے۔ صاف ستھرا تعلیمی ماحول۔
پراسپکٹس اور فارم داخلہ دفتر سے طلب فرمائیں۔

(پرنسپل طبیہ کالج ربوہ)

وفات حسرت آیات

میرے عزیز بیٹے سجاد احمد خان مرحوم کی بیگم عزیزہ رضیہ سلطانہ مورخہ ۱۲ رجولائی بروز جمعرات ساڑھے گیارہ بجے داعیٔ اجل کو لبیک کہتے ہوئے اپنے مولائے حقیقی کے حضور حاضر ہوگئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

مرحومہ فطرتاً پاک سیرت لے کر اس دنیا میں آئی۔ اور اپنی مختصر ۴۳ سالہ زندگی میں دس بچوں۔ پانچ لڑکے اور پانچ لڑکیاں اپنی نشانیاں چھوڑ گئی۔

اپنے خاوند کی مفارقت کا زخم اسے ساڑھے چار سال قبل ۱۵ر جنوری ۱۹۷۰ء کو پہنچا۔ اس کے بعد وہ ہمہ تن اپنے معصوم یتیم بچوں کی پرورش میں دن رات منہمک رہی۔ اور ان کے مرحوم باپ نے جن تمناؤں سے ان کی تعلیم و تربیت کی بنیاد رکھی تھی اسے باوجود سینکڑوں مشکلات کے بوجہِ احسن بڑی حد تک پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔

مرحومہ احمدیت کو نعمتِ الٰہی سمجھتی تھی۔ اور حضور کے ارشاد پر متعدد چندے کی تحریکوں میں حصہ لے کر رُوحانی مسرت پاتیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ سے والہانہ عقیدت رکھتیں۔ حضور کی دعاؤں پر کامل یقین تھا اور ہر تکلیف میں حضور ہی کی طرف رجوع کرتیں۔ اپنی موت سے چند گھنٹے قبل حضور کی خدمت میں اس عاجز کی قلم سے دعائے صحت کے لئے درخواست بھجوائی۔ مہمان نواز تھیں۔ قریبی رشتہ داروں کا بہت خیال رکھتیں۔ بڑی متوکل واقع ہوئی تھیں۔ بغض سے نفرت کرتیں اور کسی سے کبھی دو ایک دن سے زیادہ رنج نہ رکھتیں۔ ضرورت مندوں کی ضرورت پورا کرنے کا خاص خیال رکھتیں اور تعلق رکھنے والوں کی خوشی و غمی میں شریک ہوتیں۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے یتیم بچوں اور ہم سب کو صبرِ جمیل دے اور مرحومہ کو اعلیٰ ترین مقام عطا فرمائے۔ آمین

عزیزہ کی وفات پر بہت سے احباب نے گھر تشریف لا کر اور خطوں اور تاروں کے ذریعہ تعزیت فرمائی۔ خطوط اور تاروں کا فی الحال فرداً فرداً جواب دینے سے معذور ہیں۔ اس نوٹ کے ذریعہ میں سب ہمدردوں اور غمخواروں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنی جناب سے سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

(مظفر علی خان ۲۷۶ عثمان آباد۔ شمس کالونی ملتان)

جامعہ نصرت برائے خواتین (ڈگری کالج) ربوہ

نوٹس داخلہ

جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ میں گیارہویں کلاس (آرٹس و سائنس مضامین) میں داخلہ کیلئے درخواستیں مجوزہ فارم پر ۱۶ر اگست ۱۹۷۴ء تک معہ کیریکٹر، پیدائش اور تفصیلی نمبروں کے سرٹیفکیٹس کے مطلوب ہیں۔ فارم داخلہ اور پراسپکٹس کالج آفس سے دفتری اوقات میں حاصل کئے جا سکتے ہیں۔ سرگودھا بورڈ کے علاوہ کسی اور بورڈ سے آنیوالی طالبات اپنی درخواست کے ہمراہ ٹرانسفر سرٹیفکیٹ ضرور منسلک کریں۔
منتخب امیدوار طالبات کی فہرست ۲۲ر اگست کو کالج نوٹس بورڈ پر لگا دی جائیگی۔ ۲۶ اگست تک فیس کی ادائیگی لازمی ہوگی۔ ہوسٹل کا انتظام موجود ہے۔ اعلیٰ تعلیم، شاندار نتائج۔ پاکیزہ اسلامی ماحول۔

(پرنسپل جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ)

۲۷۰۱ - ۱۲۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر جماعت تقویٰ پر قائم ہو جائے تو پھر اللہ تعالیٰ اسے ہر چیز کی خود حفاظت کریگا

نہ وہ دشمن سے ذلیل ہوگی اور نہ اسے کوئی زمینی یا آسمانی بلائیں تباہ کر سکیں گی

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقویٰ کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"یاد رکھو کہ اسلام کی بنیاد تقویٰ پر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک شعر لکھ رہے تھے ایک مصرعہ آپ نے لکھا کہ

"ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے"

اُسی وقت آپ کو دوسرا مصرعہ الہام ہوا جو یہ ہے کہ

"اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے"

اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اگر جماعت تقویٰ پر قائم ہو جائے تو پھر وہ خود بخود ہر چیز کی حفاظت کرے گا نہ وہ دشمن سے ذلیل ہوگی اور نہ اسے کوئی زمینی یا آسمانی بلائیں تباہ کر سکیں گی۔ اگر کوئی قوم تقویٰ پر قائم ہو جائے تو کوئی طاقت اسے مٹا نہیں سکتی۔

قرآن کریم کے شروع میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۝ لَا رَيْبَ فِيْهِ تو قرآن کریم کی ذاتی خوبی بتائی اور دوسروں سے تعلق رکھنے والی یہ خوبی بتائی کہ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یعنی یہ کلام متقی پر اثر کرتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ایک شخص تو روٹی کھاتا اور اس سے طاقت حاصل کر کے کھڑا ہوتا ہے اور دوسرے کو دو آدمی پکڑ کر کھڑا کرتے ہیں۔ غیر متقی کو جو ہدایت ہوتی ہے وہ تو ایسی ہوتی ہے جیسے دو آدمی کسی کو کندھوں سے پکڑ کر کھڑا کر دیں مگر جو متقی ہے وہ اس سے غذا لیتا اور طاقت حاصل کرتا ہے۔ ہم اگر ترقی کر سکتے ہیں تو قرآن کریم کی مدد سے ہی۔ اور قرآن کریم کہتا ہے کہ اس کی غذا متقی کے لئے ہی طاقت و قوت کا موجب ہو سکتی ہے۔ اگر کسی شخص کے معدہ میں کوئی خرابی ہو تو اسے گھی، دودھ، بادام، پھل اور کتنی اعلیٰ غذائیں کیوں نہ کھلائی جائیں اسے کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا بلکہ الٹا اسے ہیضہ ہو جائیگا غذا اسی صورت میں فائدہ دے سکتی ہے جب وہ ہضم ہو۔ اگر ہضم نہ ہو تو الٹا نقصان کرتی ہے اور قرآن بتاتا ہے کہ یہ غذا ایسی ہے جو مومن کے معدہ میں ہی ٹھہر سکتی ہے۔ پس اگر یہ سچ ہے کہ ہم نے قرآن کریم سے فائدہ اٹھانا ہے اور اس سے فائدہ اٹھائے بغیر ہم کوئی ترقی نہیں کر سکتے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے کہ

كُلُّ بَرَكَةٍ مِّنْ مُّحَمَّدٍ
صلی اللہ علیہ وسلم
فَتَبَارَكَ مَنْ عَلَّمَ وَتَعَلَّمَ

یعنی تمام برکت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے ہے پس بڑا ہی مبارک ہے وہ جس نے سکھایا اور بڑا ہی مبارک ہے وہ جس نے سیکھا۔ اس میں محمد سے مراد دراصل قرآن کریم ہی ہے کیونکہ آپ ہی قرآن کریم کے الفاظ لائے ہیں۔ پس جماعت کا تقویٰ پر قائم ہونا بے حد ضروری ہے۔ اس زمانہ میں مومن اگر ترقی کر سکتے ہیں تو قرآن کریم پر عمل کر کے ہی۔ اور اگر یہ غذا ہضم نہ کر سکے تو پھر کیا فائدہ اور اگر اسے ہضم کرنا چاہتے ہو تو متقی بنو۔ ابتدائی تقویٰ جس سے قرآن کریم کی غذا ہضم ہو سکتی ہے وہ کیا ہے وہ ایمان کی درستی ہے۔ تقویٰ کے لئے پہلی چیز ایمان کی درستی ہی ہے۔ قرآن کریم نے مومن کی علامت یہ بتائی ہے کہ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ۔ ہر شخص کے دل میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ میں متقی کیسے بنوں۔ پس اس کی پہلی علامت ایمان بالغیب ہے یعنی اللہ تعالیٰ، ملائکہ، قیامت اور رسولوں پر ایمان لانا۔ پھر اس ایمان کے نیک نتائج پر ایمان لانا بھی ایمان بالغیب ہے۔ اللہ تعالیٰ، ملائکہ، قیامت اور رسالت نظر نہیں آتی اس لئے اسکے دلائل قرآن کریم نے مہیا کئے ہیں اور وہ دلائل ایسے ہیں کہ انسان کے لئے ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا مگر کئی لوگ ہیں جو غور نہیں کرتے۔ آجکل ایمان بالغیب پر لوگ تمسخر اڑاتے ہیں جو لوگ خدا تعالیٰ کو مانتے ہیں بعض لوگ ان کا تمسخر اڑاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ تم تعلیم یافتہ ہو کر خدا کو مانتے ہو۔ پھر قیامت اور مرنے کے بعد اعمال کی جزا سزا پر بھی لوگ تمسخر اڑاتے ہیں۔ ملائکہ بھی اللہ تعالیٰ کا پیغام اور دین لانے والے ہیں اور یہ سب ابتدائی عقائد ہیں مگر لوگ ان سب باتوں کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ یہ سارا ایک ہی سلسلہ ہے اور جس نے اس کی ایک کڑی کو بھی چھوڑ دیا وہ ایمان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔"

(الفضل ۲۶ اکتوبر ۱۹۶۰ء)

درخواستِ دعا

میرے بہنوئی مکرم شفیق سلطان صاحب ناصر بس کے حادثہ میں زخمی ہو گئے ہیں۔ ٹانگ پر شدید چوٹ آئی ہے۔ گھٹنے کا آپریشن ہونے پر اب پلستر لگا ہوا ہے۔ سب بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضل سے جلد صحتیاب فرمائے اور ہر طرح اپنی حفظ و امان میں رکھے۔ آمین (روبینہ یاسمین عبد الصمد عزیزی ربوہ)

احمدیہ سیکنڈری سکول روکوپر (سیرالیون) کے طلبہ کا قابلِ تقلید جذبۂ خدمتِ خلق

مغربی افریقہ کے ممالک میں مجلس نصرت جہاں "آگے بڑھو پروگرام" کے تحت جاری کردہ سکولوں میں پڑھنے والے طلباء و طالبات جہاں روحانی اور اخلاقی علوم سے بہرہ ور ہوتے ہیں وہاں عمل کے میدان میں بھی ان کا جذبۂ خدمتِ خلق ایک قابلِ تقلید نمونہ ہے۔ افریقہ کے سکولوں سے جو رپورٹیں آتی ہیں ان میں اکثر و بیشتر ایسے واقعات درج ہوتے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے اساتذہ ارض بلال کے بچوں میں خدمتِ خلق کے جذبہ کو پیدا کرنے کی کس قدر سعی فرماتے ہیں۔ احمدیہ سیکنڈری سکول روکوپر (سیرالیون) کے پرنسپل مکرم چوہدری انور احمد صاحب کاہلوں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں اپنی رپورٹ مرسلہ ۳۰ جون ۱۹۷۴ء میں لکھتے ہیں:-

"محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خاص دعاؤں کی بدولت ہمارے سکول کے طلباء کو ایک وقارِ عمل کرنے کا موقع ملا۔ روکوپر ٹاؤن ایک دریا کے کنارے پر واقع ہے۔ دریا کی دوسری جانب ROKON نامی ایک قصبہ ہے۔ پل نہ ہونے کی وجہ سے لوگ کشتیوں سے دریا پار کرتے ہیں لیکن اُس پار دریا کا کنارہ خراب ہونے کی وجہ سے لوگ دلدل میں پھنس جاتے تھے لہٰذا طلباء نے اُس پار پتھر، لکڑی اور خشک مٹی ڈال کر کنارہ نہایت پختہ کر دیا جس کی وجہ سے لوگ اب آسانی سے دریا پار کو جاتے ہیں۔ طلباء ایک ہفتہ تک اس اجتماعی وقارِ عمل میں معروف رہے۔ سکول کے لڑکوں کو کام کرتے دیکھ کر لوگ بہت ہی خوش ہوئے اور جو بھی گذرتا لڑکوں اور جماعت احمدیہ کو دعائیں دیتا۔"

(مرسلہ سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ)

اخبار احمدیہ (بقیہ صفحہ اوّل)

اور معاوضہ کا خیال دل میں لائے بغیر لوگوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا چلا جائے اور اپنے ہر کام میں بنی نوع انسان کی بھلائی کو مدّنظر رکھے۔

پس اللہ تعالیٰ کی خاص معیّت یعنی اس کی تائید و نصرت حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ انسان کامل متقی بنے اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی میں اس درجہ کمال کو حاصل کرے کہ وہ محسنوں میں داخل ہو سکے۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۳